بہار کا واحد دینی، علمی اور روحانی

مقام اشاعت

مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ

رجسٹرڈ نمبر ۲۳ (۳) ۶۸-7

ماہ نامہ اشرف العرفان دربھنگہ

بدل اشتراک

عام خریداروں سے — ساڑھے چھ روپے سالانہ

معاونوں „ — دس روپے سالانہ

غریب طلبار „ — پانچ روپے سالانہ

فی پرچہ — ٦٠ پیسے۔

خصوصی اعانتیں

سرپرست حضرات سے یکمشت نئو روپے

اراکین سے ...... یکمشت پچاس روپے

معاونین خصوصی سے یکمشت پچیس روپے

ایڈیٹر۔ حکیم عبدالمنان الصدیقی

جلد ۱ | جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ مطابق اگست ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳

فہرست مضامین

ترسیل زر اور خط وکتابت کے لئے پتہ

ایڈیٹر ماہ نامہ اشرف العرفان پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقوش و تاثرات!

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ "اشرف العرفان" کا تیسرا شمارہ ہم آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم پریس اور اس کے عملہ کے بھی شکرگذار ہیں کہ انہوں نے ہماری فریادسنی چنانچہ ان حضرات کی توجہات کے نتیجہ میں پہلے شمارے کے بہ نسبت دوسرا شمارہ اچھی حالت میں سامنے آیا ہیں امید ہے کہ دوسرے سے تیسرا اور ہر بعد والا پرچہ اپنے سابق سے اچھا ہوتا چلا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

○ —— انسان فطرتاً عجول پیدا کیا گیا ہے، اس کا اثر ہا نتیجہ اس ماہ نامہ پر بھی پڑا۔ پہلے پرچے کو دیکھتے ہی ناظرین "اشرف العرفان" کچھ بے چین سے ہو گئے۔ شکایتی خطوط آئے، زبانی شکوے کئے گئے، ہم سب باتیں سنتے رہے اور سوچتے رہے اور یہ ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم اپنے قدردانوں کی باتیں سنیں اور تلافی شکایات کی تدابیر بھی اختیار کریں۔ ہمارے عزائم اسی طرح کے ہیں۔

○ —— ہاں! آپ بھی رکئے! کچھ ہماری بھی سن لیجئے! وہ یہ کہ "اشرف العرفان" میدانِ صحافت کا ایک نوعمر نووارد مسافر ہے، ابھی اس کی زندگی ہی کیا ہے؟ کتنے دنوں کی ہے؟ کہ آپ اسے پچاس سالہ ماہ ناموں جمے جمائے رسائل و اخبارات کے مقابلہ میں تول رہے ہیں؟ آپ ہی فرمائیے! کیا یہی انصاف ہے؟ وقت کا انتظار کیجئے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی درازئ حیات و استقامت کی دعا بھی فرماتے رہئے، کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ آپ کی دعاؤں اور توجہات کی برکت سے اسے آپ کی امیدوں سے بھی آگے بڑھا دیں۔

○ —— ایک بات اور بھی سنتے چلئے اور ذرا ٹھنڈے دل سے! ...... فارسی کا ایک مشہور مصرعہ ہے۔

اینِ معنی نہ دو ند ازپے صورت ہرگز۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ باطنی خوبیوں کے ہوتے ہوئے ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں پڑتا جو حقیقت کا متلاشی ہو۔

”اشرف العرفان“ کے دو پرچے آپ کے ہاتھوں میں ہیں اور اب یہ تیسرا پرچہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ شروع سے اخیر تک پھر دیکھئے کہ قرآن پاک اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، بزرگانِ دین کے ملفوظات اور ان کے حالاتِ زندگی کس طرح آپ کے قلوب کو متاثر کر رہے ہیں، اور اگر نہیں تو کیوں .....؟

○ ـــــ گر ہم یہ پہلے ہی عرض کرتے آرہے ہیں کہ ہمارا ماحول بدل چکا ہے، جذبات بدل چکے ہیں، رجحانات میں تغیر آچکا ہے، ہماری نگاہوں میں چلتا پھرتا بازاری ادب رچ، بس گیا ہے .... سُن لیجئے! بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی زبان سادہ ہوتی ہے مگر ہوتی ہے پُر اثر! ذرا صبر کے ساتھ خلوص پیدا کیجئے، اس میں آپ کو تکلیف ہوگی اسے برداشت کیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں کے مطالعہ سے نفع ہوگا۔

○ ـــــ ہم نے جولائی کے شمارے میں قارئینِ ”اشرف العرفان“ سے ان کی رائیں مانگی تھیں اور یہ اعلان کیا تھا کہ ۳۰ جولائی تک ہم اپنے آخری فیصلہ کا اعلان کردیں گے۔ آج ۲۵ جولائی تک ہمیں اس سلسلہ میں کوئی بھی خط نہیں ملا جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ ہمارے قارئین ہماری اس ترتیب کو دل سے پسند کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے نفع بخش سمجھتے ہیں، پھر بھی ہم اپنے بعض زبانی رائیں پیش کرنے والے دوستوں کی رایوں کا احترام کرتے ہوئے اپنی پالیسی پر قائم رہ کر بعض عنوانات کے اضافہ کے ساتھ آپ کے خط کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایک معذرت

”اشرف العرفان“ ماہ جولائی میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ انشاء اللہ اگست سے صفحات بڑھا کر بجائے ۳۲ کے ۴۰ صفحات کر دیئے جائیں گے، مگر کاغذ کی گرانی اور اخراجات کی کثرت، وسائل آمدنی کی قلت اور چند دوسرے پیچیدہ اسباب کی وجہ سے ہم ایسا نہ کر سکے ابھی تک ماہنامہ کے صرف چھ سو خریدار بن سکے ہیں۔ ڈاک ٹکٹ عام بک پوسٹ ریٹ سے ۵ پیسے فی پرچہ کے حساب سے لگتے ہیں، پونے دو سو پرچے بطور ہدیہ ملک کے طول و عرض میں اکابرین اور حکومت کے مختلف دفاتر کو بھیجے جاتے ہیں۔ اس طرح سارا اجتماعی خرچ رسالہ پر مل ملا کر بہت ہو جاتا ہے۔ پھر ابھی ہمارے لئے یہ بھی دشواری ہے کہ اخباری کاغذ بھی ہمیں کوٹا سے نہیں ملتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے ہمدردوں سے معذرت خواہ ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ان تمام مسائل کو حل کر کے جلد ہی بجائے ۳۲ کے ۴۰ صفحات پیش کریں، ساتھ ساتھ دعاؤں

اہل منشی نہ ادوندا انبیے صورت ہرگز۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ باطنی خوبیوں کے ہوتے ہوئے ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں پڑتا جو حقیقت کا متلاشی ہو۔

"اشرف العرفان" کے دو پرچے آپ کے ہاتھوں میں ہیں اور اب یہ تیسرا پرچہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ شروع سے اخیر تک پھر دیکھئے کہ قرآن پاک اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، بزرگانِ دین کے ملفوظات اور ان کے حالاتِ زندگی کس طرح آپ کے قلوب کو متاثر کر رہے ہیں، اور اگر نہیں تو کیوں .....؟

○ —— مگر ہم یہ پہلے ہی عرض کرتے آرہے ہیں کہ ہمارا ماحول بدل چکا ہے، جذبات بدل چکے ہیں، رجحانات میں تغیر آچکا ہے، ہماری نگاہوں میں چلتا پھرتا بازاری ادب رچ، بس گیا ہے .... سُن لیجئے! بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی زبان سادہ ہوتی ہے مگر ہوتی ہے پُر اثر! ذرا صبر کے ساتھ خلوص پیدا کیجئے، اس میں آپ کو تکلیف ہوگی اسے برداشت کیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں کے مطالعہ سے نفع ہوگا۔

○ —— ہم نے جولائی کے شمارے میں قارئین "اشرف العرفان" سے ان کی رائیں مانگی تھیں اور یہ اعلان کیا تھا کہ ۳۰ جولائی تک ہم اپنے آخری فیصلہ کا اعلان کردیں گے۔ آج ۲۵ جولائی تک ہمیں اس سلسلہ میں کوئی بھی خط نہیں ملا جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ ہمارے قارئین ہماری اس ترتیب کو دل سے پسند کرتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے نفع بخش سمجھتے ہیں، پھر بھی ہم اپنے بعض زبانی رائیں پیش کرنے والے دوستوں کی رایوں کا احترام کرتے ہوئے اپنی پالیسی پر قائم رہ کر بعض عنوانات کے اضافہ کے ساتھ آپ کے خط کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایک معذرت

"اشرف العرفان" ماہ جولائی میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ انشاء اللہ اگست سے صفحات بڑھا کر بجائے ۳۲ کے ۴۰ صفحات کر دیئے جائیں گے، مگر کاغذ کی گرانی اور اخراجات کی کثرت، وسائل آمدنی کی قلت اور چند دوسرے پیچیدہ اسباب کے وجہ سے ہم ایسا نہ کرسکے ابھی تک ماہ نامہ کے صرف چھ سو خریدار بن سکے ہیں۔ ڈاک ٹکٹ عام بک پوسٹ ریٹ سے ۵ پیسے فی پرچہ کے حساب سے لگتے ہیں، پونے دو سو پرچے بطور ہدیہ ملک کے طول و عرض میں اکابرین اور حکومت کے مختلف دفاتر کو بھیجے جاتے ہیں۔ اس طرح سارا اجتماعی خرچ رسالہ پر مل ملا کر بہت ہو جاتا ہے۔ پھر ابھی ہمارے لئے یہ بھی دشواری ہے کہ اخباری کاغذ بھی ہمیں کوٹا سے نہیں ملتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے ہمدردوں سے معذرت خواہ ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ان تمام مسائل کو حل کر کے جلد ہی بجائے ۳۲ کے ۴۰ صفحات پیش کریں، ساتھ ساتھ دعاؤں

کلامِ عارف

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

قطب الارشاد حضرت مولانا الحاج عارف باللہ شاہ محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرسنگھ پوری

حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فارسی کلام پرانے کاغذات سے دست یاب ہوا۔ مناجات نہایت ہی درد انگیز، پراثر، رقت افزا اور از دل خیزد بر دل ریزد کا مصداق ہے۔ اس لئے جی چاہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاک دل کی اس آواز کو قارئین "اشرف العرفان" کی خدمت میں نذر کر کے ان کی دعائیں لے لوں۔

"مدیر"

فضلِ رحماں بہ منِ بے سروساماں مددے　　　دستگیرِ منِ بے چارۂ وحیراں مددے

حالِ زارم بنگر، رحم بہ حالم فرما　　　اے دوائے دل و جاں عیسیٔ دوراں مددے

بر سیہ بختیِ من رحم کن و بخش ضیا　　　مہرِ تاباں مددے روئے درخشاں مددے

پرخطر منزل و شب تیرہ و گم کردہ طریق　　　ماہِ تاباں مددے جلوۂ جاناں مددے

راہ گم کردہ ام آنجا نشاں کس نہ دہد　　　کانِ احساں مددے خضرِ بیاباں مددے

بے تو تاریک بود روزِ من تیرہ دروں　　　مہرِ تاباں مددے روئے درخشاں مددے

بجز از فکرِ تو در سینہ نہ گنجد چیزے　　　گنجِ عرفاں مددے معنیٔ دوراں مددے

گنہم پوش، مکن خوار مرا روزِ جزا　　　عفوِ غفراں مددے گوشۂ داماں مددے

تا کجا عارفِ مسکیں بدرِ تو می نالد
فضلِ رحماں مددے رحمتِ یزداں مددے

چلو یوں بھی لکھ کر دیکھو!

محمد عثمان فارقلیط ایڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی

ہمیں ان غیر مسلموں پر بڑا رشک آتا ہے جو مسلمان ملکوں میں بڑے اطمینان کے ساتھ رہتے ہیں۔ آزادی کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں، جو چاہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے طور پر عبادت کرتے ہیں، خاص طور پر مسلمان ملکوں میں رہنے والے ہندو تو گویا بہشت میں رہتے ہیں یہ ہندو کسی ایک مسلمان ملک میں نہیں بلکہ تقریباً تمام مسلمان ملکوں میں رہتے ہیں۔ افغانستان، ایران ملیشیا، انڈونیشیا، عراق، متحدہ عرب جمہوریہ میں ہندوؤں کی کافی تعداد ہے۔ یہ لوگ وہاں آزادی کے ساتھ ... تجارت کرتے ہیں، کارخانے چلاتے ہیں، ملازمت کرتے ہیں حتیٰ کہ سودی کاروبار سے بھی نہیں چوکتے مگر کسی مسلمان ملک میں نہ تو ہندوؤں کے خلاف کبھی فساد ہوا نہ کبھی ان کے مذہب پر حملے کئے گئے، نہ ان کی غذا اور اُن کے لباس پر پابندی لگائی گئی، نہ ان سے وفاداری کا مطالبہ کیا گیا، نہ انہیں غیر ملکی کہہ کر خفیف کرنے اور ان پر رُعب ڈالنے کی کوشش کی گئی — آہ! ہمیں ان کی زندگی پر رشک آتا ہے۔

وہ کھلے طور پر بُت پرستی یا مورتی پوجا کرتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی جبیں پر شکن تک نہیں پڑتی۔ مسلم اکثریت نے کبھی نہیں کہا کہ بُت پرستی سے ان کے عقیدۂ توحید کو ٹھیس لگتی ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہیں بُت پرستی ترک کر دینی چاہئے۔ مسلمان جانتے ہیں کہ اسلام توحید کا مذہب ہے وہ بُت پرستی کا سخت دشمن ہے لیکن اس کی توحید ان ہی لوگوں کے لئے ہے جو اسے مانتے ہیں۔ بُت پرستی کی ممانعت کے احکام ان ہی لوگوں پر نافذ ہوں گے جو اپنے آپ کو مسلمان اور اسلام کا پیرو سمجھتے ہیں۔ ہندو اسلام کو نہیں مانتے لہٰذا بُت پرستی کی ممانعت کے احکام بھی ان پر جاری نہیں ہو سکتے مسلمان بت پرستی کا تصور کر کے خون کے گھونٹ پیتے ہیں مگر کیا مجال کہ ہندوؤں کی بُت پرستی سے ان کی پیشانی پر شکن بھی

[illegible]رتی ہو۔ ہندو آزادی سے بت پرستی کریں کیونکہ وہ ہندو دھرم کے پیرو ہیں۔ اسلام کے پیرو نہیں ہیں۔

ہمیں واقعی مسلمان ملکوں میں رہنے والے ہندوؤں پر رشک آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ انہیں مبارک باد دیں کہ نہ تو قومی یک جہتی کے نام سے ان کی زندگی تلخ کی جاتی ہے۔ نہ انہیں ہندوستان کا جاسوس سمجھا جاتا ہے نہ کبھی ان سے وفاداری کا مطالبہ کیا جاتا ہے نہ انہیں غیر ملکی کہہ کر ان کے دماغ میں ہر روز نشتر پیوست کئے جاتے ہیں نہ ان کے دیوی دیوتاؤں کا مذاق اڑایا جاتا ہے نہ ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اسلامی کلچر کو اپنائیں اور اس میں اپنے آپ کو ضم کر دیں غرض ان سے کوئی مطالبہ نہیں، تجارت کرو، مندروں میں جاؤ گیتا کا پاٹھ کرو، آزادی سے جو چاہو کھاؤ پیو۔ مسلمان ملکوں میں رہنے والے ہندوؤ! مبارک ہو کہ آج ہم تمہاری زندگی پر رشک کر رہے ہیں۔ ہمیں مسلم ممالک میں بسنے والے ہندوؤں پر کیوں رشک نہ آئے کہ ان کے خلاف کبھی ادنیٰ سا فساد بھی برپا نہیں ہوا۔ ان کا ایک فرد بھی چھرے بازی کی نذر نہیں ہوا ان کا کوئی بچہ ماں کی گود سے چھین کر آگ میں نہیں پھینکا گیا ان کی اگر جھونپڑی ہے تو صحیح سالم چلی آتی ہے۔ مکان اور بنگلہ ہے تو محفوظ چلا آتا ہے کبھی کسی وقت بھی کسی ایک مکان کو آگ نہیں لگائی گئی کبھی کسی ہندو کو بھی زندہ نہیں جلایا گیا۔ کبھی ان کی دکانوں کو نہیں لوٹا گیا۔ کبھی پولیس نے ان کے گھروں میں گھس کر تلاشی کے بہانے عورتوں کی بے عزتی نہیں کی اور گرفتاریوں کا چکر نہیں چلایا، وہاں کبھی ہندوؤں کے خلاف ایک اشتہار بھی نہیں نکالا گیا جس میں کہا گیا ہو کہ ایک مسلمان کم از کم پانچ ہندوؤں کو قتل کرے، افغانستان کے ہندوؤ! مبارک ہو، زندگی کا لطف کچھ تمہارے ہی نصیب میں لکھا ہے ایران اور عراق کے ہندوؤ! بڑے خوش نصیب ہو کہ اپنی نیند سوتے ہو اور اپنی مرضی سے جاگتے ہو۔ انڈونیشیا اور ملایا کے ہندوؤ! ہم کن الفاظ میں تمہاری خوش بختی کو ہدیۂ تبریک پیش کریں آزادی کے مزے تو تم نے لوٹے ہیں تم سے تو کبھی نہیں کہا گیا کہ غذا میں فلاں چیز کھاؤ اور فلاں چیز نہ کھاؤ۔ اپ قابلِ رشک زندگی کا کوئی حصہ ہمیں دیدو۔ اگر تم صرف اورنگ آباد [illegible]گ پور میں ایک طبقے کے مکانوں کو جلا پھنکا دیکھو مسکینوں کی حالتِ زار کا مشاہدہ کرو کہ کس طرح مکانوں سے نکل کر کھیتوں میں پڑے ہیں تو تم برسوں رات دن خدا کا شکر ادا کرتے رہو گے کہ تم ہر مصیبت اور آفت سے بچے ہوئے ہو۔

اے مسلم ممالک میں رہنے والے ہندوؤ! تمہاری بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے کہ تمہارے سینوں میں کوئی دل دھڑکتا ہوا نظر نہیں آتا، خوابِ شیریں کے مزے لینا تمہارا ہی کام ہے، اگر کہیں تمہارے پیچھے گول والکر اور دھوک جیسے دو تین مولوی لگا دیئے جاتے جو رات دن تمہارے

ہندرگیڑے نکالتے ۔ نت نئے مطالبات پیش کرتے رہتے اور تمہیں کوئی تو چور بتاتا اور کوئی کرایہ دار قرار دیتا تو تمہیں چھٹی کا دودھ یاد آجاتا ۔ کجا کہ ہر تیسرے روز ایک نہ ایک بدترین فساد، ہزاروں کا قتل، بے شمار مکانوں کی آتشزدگی اور پھر گرفتاریاں، اور جیل اور یتیم بچوں کی آہ وزاریاں!

اے مسلم ممالک کے رہنے والے ہندوؤ! سچ بتاؤ کیا تمہارے ملک میں تمہارے خلاف مدر انڈیا کے وزن پر کوئی ماہ نامہ نکلتا ہے؟ کیا انگریزی زبان میں تمہارے مقابلے پر کوئی ..... آرگنائزر ..... بھی شائع ہوتا ہے؟ کیا پنچ جنیہ کے طرز کا کوئی اخبار بھی تم نے دیکھا ہے؟ کیا دینک پرکاش سرچ لائٹ، امرت بازار پتریکا جیسے اخبارات کی شکل تم نے کبھی دیکھی؟ اگر نہیں تو ایشور کا بھجن گاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو کہ ایشور کی تم پر خاص مہربانی ہے ۔ جب ہم نے تم سے اتنی باتیں پوچھی ہیں تو چلتے چلتے ایک اور بات بتا دو ہم تمہارا احسان نہیں بھولیں گے ۔ وہ یہ کہ کیا تمہارے مقابلے پر ہندو مہاسبھا جیسی کوئی جماعت مسلمانوں نے بنائی؟ ہندو مہاسبھا نہ سہی کیا راشٹریہ سیوک سنگھ جیسی جماعت یا کوئی ... ایسی جماعت ہے جو جن سنگھ جیسی بولی بولتی اور تمہاری زندگی کو تلخ کرتی رہتی ہو؟ غالباً تمہارا جواب نفی میں ہوگا تو پھر کیا تمہاری زندگی ہمارے لئے قابل رشک نہ ہوگی اور کیا تمہیں حق نہ ہوگا کہ اپنی پُرامن اور پُرمسرت زندگی سے زیادہ سے زیادہ لطف حاصل کرو؟ ہماری غرض تو صرف اتنی ہے کہ اپنی پُرمسرت اور قابلِ رشک زندگی سے کچھ حصہ ہمیں بھی دیدو مگر ہم سے کچھ نہ مانگو ورنہ ہمیشہ پچھتاؤ گے کیونکہ ہمارے پاس تو صرف شبِ غم کی داستانیں ہیں ۔ ان میں حصہ بٹا کر کیا کرو گے؟ اچھا اپنی قابلِ رشک زندگی پر مکرر مبارک باد قبول اور ہمیں رخصت ہونے اور یہ کہنے کی اجازت دو ۔ ؎

کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

(بشکریہ تجلی دیوبند بحوالہ الجمعیتہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۵ء)

۹ محرم یکم مئی - بعد نماز مغرب

چوتھی مجلس

سراج الملفوظات

معمولات بعد نماز مغرب اور رات کے کھانے سے فارغ ہو کر حضرت والا دروازہ کے صحن میں تشریف فرماتے، لوگوں سے مختلف موضوعات پر بات چیت ہو رہی تھی، سلسلۂ گفتگو میں کسی صاحب نے رسوماتِ محرم اور تعزیہ داری کے متعلق پوچھ پاچھ شروع کردی اس پر ارشاد فرمایا :-

تعزیہ داری نفس پرستی کیلئے ہے

اس قسم کے قبائح اور رسوم کی منشا یہ نہیں ہے کہ ان لوگوں کو علما میں سے کسی طبقہ کی حمایت حاصل ہے، ہندوستان میں جتنے فرقے اہل سنت یا اہل حدیث کے ہیں ان کے سارے کے سارے علما بالاتفاق تعزیہ پرستی کی مخالفت فرماتے ہیں خواہ بریلوی خیال کے ہوں یا دیوبندی خیال کے اور چاہے اہلحدیث یا غیر مقلدین کے علما ہوں، ہر فرد کے علماء تعزیہ داری کی مخالفت کرتے اور بدعات محرم کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود مولوی احمد رضا خانصاحب مرحوم نے اس کو نہایت سختی سے روکا ہے اور نہایت ممنوع اور فعل شنیع قرار دیا ہے، مگر کتنے ایسے ہیں جو ان کے عقائد میں شریک ہونے کے باوجود بھی تعزیہ کے اس حکم کو مان کر اس پر عمل کرتے ہیں؟

تو بات اصل میں یہ ہے کہ یہ عوام اپنی نفسانی خواہشات کی غلامی میں مبتلا ہو چکے ہیں، ان کا نفس جو کہتا ہے بس اسی پر جان دیتے ہیں۔ خود اپنا نفس کہتا ہے کہ تعزیہ بناؤ، دھوم دھام کرو، باجے بجاؤ، اسی بہانہ سے لاٹھی بازی، بدنگاہی اور بدکاری کے میدان میں اتر پڑو، بس انہیں نفسانی لذتوں کو پورا کرنے کے خیال میں یہ سب کچھ کرتے ہیں اور اپنی آخرت کو نہیں سوچتے۔

سوچئے کہ علماء سے اگر ان کو کچھ بھی اعتقاد ہوتا تو ان کی باتیں کیوں نہ مانتے، یہ اپنے نفس کے معتقد ہیں اپنا نفس اور شیطان جس راہ پر چلانا چاہتا ہے چل پڑتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں تعزیہ سے کوئی عقیدہ نہیں

مگر یہ بھی اس سے لگے لپٹے اور اس میں شریک ہو کر اپنے نفس کو خوش کر لیا کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ لوگ سمجھ بوجھ کر اپنے نفس کی غلامی اور حق تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اپنے نفس کو خوش کرتے ہیں اور اپنے مولیٰ کو ناخوش کرتے ہیں" (العیاذ باللہ)

پانچویں مجلس

۱۰ محرم ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ مئی ۹۸ء بروز سوموار
مقام دھوارہ ضلع دربھنگہ صبح ۸ بجے

ہر سنگھ پور سے حضرت والا کی روانگی کے بعد قدرے تاخیر سے احقر بھی روانہ ہوا اور کچھ دیر بعد وہاں حاضر خدمت ہو گیا فرمایا کہ آپ تو خاص سواری سے آئے ہوں گے! عرض کیا جی حضرت! گھوڑے سے آیا ہوں فرمایا کہ گھوڑے کی سواری بہت اچھی ہوتی ہے اس پر تھانہ بھون کا ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ

گھوڑے کی سواری شاندار ہے

ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے مظفر نگر کا کلکٹر تھانہ بھون آیا ہوا تھا، جب اس کی اور اس کے عملہ کی سواری خانقاہ کے سامنے آئی تو اس نے دریافت کیا، لوگوں نے بتلایا کہ یہ حضرت کی خانقاہ ہے، اس نے کہا کہ میں مولانا کو پہلے سے جانتا ہوں اور ملاقات کرنا چاہتا ہوں، مولوی شبیر علی صاحب نے عرض کیا بڑے ابا! مظفر نگر سے کلکٹر آیا ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ حضرت نے فرمایا، خانقاہ کے اندر نہ بلایا جائے دروازہ پر جا کر پھاٹک کے قریب مل لوں گا، اتنے میں کلکٹر پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا اور جوتوں کی جگہ پر کھڑا ہو گیا حضرتؒ خانقاہ سے صحن مسجد میں تشریف لائے تو کلکٹر نے اپنا ٹوپ اتار کر سلام کیا پھر واپس چلا گیا حضرت نے مولوی شبیر علی صاحب سے پوچھا کہ کس سواری سے آیا تھا، انہوں نے کہا کہ کار سے فرمایا کہ کار کی سواری کیا ہوتی ہے سواری گھوڑے کی شاندار ہوتی ہے، اس واقعہ کو بیان فرما کر حضرت والا خاموش ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے، ایک صاحب نے مجمع میں سے کچھ سوال کیا اور محرم کے متعلق پوچھا، اس پر ارشاد فرمایا کہ

محرم کے رسوم کی بنیاد غلط عقائد پر ہے

نہایت غلط اور بے بنیاد عقیدے اس کی بنیاد ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ تعزیہ پر چڑھاوا (؟) چڑھانے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ خوش ہوں گے (نعوذ باللہ) اور ہماری دنیا اس سے بنے گی، ہمیں دنیا کے مختلف منافع اس سے حاصل ہوں گے، علاوہ اس عقیدے کہ نفس کی خواہشات کے پورا کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ بدکاری، نشہ خواری بدنگاہی وغیرہ طرح طرح کی عیاشی اور برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر کیا جاتا ہے اور یہی سبب ہے کہ مورد غضب الٰہی بن جایا کرتے ہیں۔

نذر و نیاز کا عقیدہ: اسی طرح بزرگوں سے جو لوگ

چپکے ہوئے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ ایسے برتاؤ کرتے ہیں جو شرعاً اور عقلاً ممنوع بھی ہے اس کی بنیاد بھی یہی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہماری دنیا کا نفع ہوگا، نیز یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کو ہمارے نفع ونقصان کا تصرف حاصل ہے، چنانچہ سب سے زیادہ لوگ بڑے پیر صاحب کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہیں ہماری دنیا بنا دینے میں دخل ہے اور بگاڑ دینے کا بھی اختیار حاصل ہے، اگر ہم ان کے نام کے چڑھاوے اور نذر و نیاز کرتے رہیں گے تو انہیں ان کی خبر ہوگی اور وہ ہمارے اس عمل سے خوش ہوکر ہماری دنیا بنا دیں گے۔

ایک دکاندار کا واقعہ

بمبئی میں ایک مالدار دکاندار تھا۔ مولوی عبدالمجید صاحب بچھرایونی کو جو حضرتؒ کے خلفاء میں سے تھے اور اب ان کا انتقال ہوگیا ہے، اس سے تعلق تھا، مولوی صاحب اُن کی دکان پر برابر آتے جاتے تھے، وہ صبح کو جب اپنی دکان کھولتا تھا سب سے پہلے ایک بند ڈبہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بڑے پیر صاحب) کے نام سے .... پیسے ڈال دیا کرتا تھا، مولوی صاحب نے جب بار بار اسے یہی کرتے دیکھا تو ایک دن اس سے فرمایا "بھائی ایسا کیا کرو کہ پیسے تو اللہ کے نام پر ڈبے میں ڈال دیا کرو، پھر اسے خیرات کردیا کرو، اور اس کا ثواب بڑے پیر صاحب کی روح کو بخشنے کی دعا کردیا کرو۔ دکاندار نے جواب دیا کہ میرا کام تو چلتا ہے بڑے پیر صاحب سے پھر پیسے اللہ کے نام پر کیوں ڈالوں (نعوذ باللہ) جس سے کام چلتا ہے اس کے نام پر پیسے ڈال دیا کرتا ہوں، نعوذ باللہ کتنا بے ہودہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کو کام بنانے والا نہ سمجھ کر بڑے پیر صاحب کو سمجھا، خدا کی پناہ! بس محض اپنے موہوم اور فاسد عقیدے سے ایسا سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو چپٹے ہوئے ہیں، یہی حال ہے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے ساتھ فساد عقیدہ کا، جیسے ایک موہوم، باطل اور من گھڑت چیز (تعزیہ) کے ساتھ جو ٹھہرا ہے اور یہ خیال کر رکھا ہے کہ تعزیہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ آتے ہیں۔

تعزیہ پر عرضیاں

چنانچہ الہ آباد میں ایک محلہ بڑا تعزیہ ہے یہ نام تعزیہ کے نام پر ہے وہ تعزیہ تو ہوتا ہے چھوٹا ہی، مگر اور تعزیوں سے ذرا بڑا ہوتا ہے، اس تعزیہ کے مجاورین تعزیہ رکھتے وقت کچھ ایسی کارروائی کرتے ہیں کہ تعزیہ میں حرکت وارتعاش پیدا ہوجاتا ہے، جب اس میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں دیکھو حضرت حسینؓ آگئے۔ بس اس پر عرضیاں ڈالی جاتی ہیں۔ جن میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے نام القاب و آداب کے ساتھ درخواست لکھتے ہیں کہ ہماری فلاں فلاں مرادیں پوری کردیجئے، ان عرضیوں کو باقاعدہ بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں، مگر حشر اس کا یہ ہوتا ہے کہ فوراً ہی پہلے کے ریلے میں وہ عرضیاں زمین پر پیروں تلے، جوتوں کے نیچے روندی جاتی ہیں، پھر بھی ان ایمانداروں کو ذرا بھی ان بزرگوں کے

اسلام کی بے حرمتی کی پرواہ نہیں ہوتی، نہ اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کا خیال ہوتا ہے، عقل و دین کے اندھے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ وہاں منوں مٹھائیوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے، روپے پیسے اس پر پھینکے جاتے ہیں، ان چڑھاؤں سے بس مجاوروں کی اپنی مراد پوری ہوتی ہے وہ اپنا فائدہ حاصل کرتے ہیں، آپس میں تقسیم کرتے ہیں، باقی ان احمقوں کو تو کیا خاک نفع ہوگا، بلکہ اس بے حرمتی کا وبال ہی ان پر پڑتا ہے۔ غرض ان رسوم و بدعات کی ترویج میں نفس پرستی اور دنیا پرستی کا ہی ہاتھ ہے۔

تعزیہ میں شعبدہ بازی

الہ آبادہی کے قریب کا ایک دوسرا واقعہ بیان فرمایا کہ تعزیہ داروں نے یہ مشہور کر رکھی ہے کہ تعزیہ غم حسین میں روتا رہتا ہے چنانچہ ایک صاحب کو اس کی فکر ہوئی کہ دیکھیں تو تعزیہ کیسے روتا ہے ذرا اس کا پتہ لگایا جائے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ امامباڑہ کے قریب ایک چھوٹا سا کمرہ ہے، یکایک یہ اس کے اندر داخل ہوگئے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جس نے قبل سے ہی ربڑ کی نلکیاں زمین کے اندر اندر فٹ کرکے تعزیہ کے چاروں پایوں کے نیچے تک پہنچا رکھی ہیں اب وہ بذریعہ پچکاری کے اس نلکی میں پانی پہنچاتا رہتا ہے، وہ پانی پائے کے نیچے سے نکلتا ہے، ادھر عوام کے پھنسنے کے لئے یہ ڈھول پیٹا ہے کہ تعزیہ غم حسین میں رو رہا ہے، ایسی ایسی شعبدہ بازی ہوتی ہے بس شو ہے۔ نفس پرستی ہے، دنیا طلبی ہے، اسی بنیاد پر یہ قبائح جاری ہیں۔

جانور سدھ جاتے ہیں لیکن انسان

فرمایا کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے قوموں کی ہلاکت اور بربادیوں کا تذکرہ فرما کر نصیحت فرمائی ہے۔ انبیاء علیہ السلام تشریف لائے، انہوں نے حق تعالیٰ کی بات بتلائی انسان کو ہدایت کی راہ دکھلائی یہی ان کا کام تھا، کرتے رہے اور اس دنیا سے تشریف لیجاتے رہے، ان میں سے بعض نبی ایسے بھی آئے کہ ایک شخص بھی ان پر ایمان نہ لایا مگر پھر بھی انہوں نے اپنا کام پورا کیا اور تشریف لے گئے، انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہو گیا تو آپ کے بعد آپکے نائبوں نے آپ کی طرف سے اسی کام کو کیا، ہر زمانے میں کرتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ راہ پہ چلنے کی توفیق عطا کرنا حق تعالیٰ کا کام ہے۔

سوچئے تو سہی ایسی بات ہے کہ جانور جب سدھائے جاتے ہیں سدھ جاتے ہیں چابک سوار گھوڑے کو درست کردیتا ہے وہ سدھ جاتا ہے۔ بیل، بھینسے اور دوسرے جانوروں کو شعور پیدا ہو جاتا ہے، اتنا شعور ہو جاتا ہے کہ محض الفاظ اور مخصوص آوازوں سے چل پڑتے ہیں، رک جاتے ہیں۔ جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں برابر اس میں لگے ہوتے، مگر انسان ہے کہ اسے کتنا ہی سکھلایا جائے، کتنی ہی اصلاح کی کوشش کی جائے درست نہیں ہوتا، جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کام

بر صفحہ ۲۲

وصیۃ السنۃ

مصلح الامت سیدی ومولائی حضرت مولانا الحاج شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فتح پوری ثم الہ آبادی)،

یکے از

اجل خلفاء حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز

"دنیائے اسلام کا کوئی دین دار گھرانہ غالباً اب ایسا نہ ہوگا جو حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے نام نامی سے واقف نہ ہو، آپ کے فیوض وبرکات سے عرب وعجم کے مسلمانوں نما استفادہ کیا ہے، فتح پور تال نرجا ضلع اعظم گڈھ آپ کا اصلی وطن ہے ۱۳۱۲ھ میں وہاں آپ کی ولادت ہوئی، دس بارہ سال کی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ فرمایا، فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم وطن میں حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند میں بقیہ تعلیم پوری کرکے پچیس سال کی عمر میں سند فضیلت حاصل کی مجدد وقت، حکیم الامۃ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دولت باطنی حاصل فرمائی، کچھ ہی عرصہ میں آپ شرف اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کے طرز پر ایک مدت تک نہایت خاموشی کے ساتھ فتح پور ہی میں مقیم رہ کر تشنگان علوم ربانی کی دستگیری فرماتے رہے، کچھ دنوں گورکھپور میں قیام فرما کر طالبین کی رہنمائی فرمائی پھر الہ آباد کو ایک مدت تک اپنے انوار وبرکات سے منور فرماتے رہے۔

ادھر چند سالوں سے طبی مصالح کے پیش نظر بار بار بمبئی میں قیام فرماتے رہے، آپ کے قیام بمبئی نے بمبئی اور اس کے اطراف وجوانب میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا، سیکڑوں ایسے بندگان خدا جو حق تعالی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز بیٹھے تھے راہ پر لگے اور واقعی لگ پڑے۔

آپ کے حسن اخلاق عجیب حیرت ناک اثر تھا، جو کوئی آپ کے پاس پہنچ جاتا تھا، لپٹ جاتا تھا، آپ کے اندر ایک غلبی کشش تھی جو جذب وکشش پیدا کر دیتی تھی، آپ محققین علماء کے مرجع تھے، کیونکہ حافظہ نہایت ہی قوی اور علوم متبحر تھے، تفسیر وتصوف آپ کا خاص فن تھا، آپ جہاں کہیں ہوتے ہمیشہ ظاہری باطنی علوم سے مستفیض فرماتے رہتے، گویا آپ کی ذات ایک زندہ مدرسہ اور ایک تابندہ خانقاہ تھی، آپ محدث بھی تھے مفسر بھی، صاحب کتاب بھی تھے اور خود کتاب بھی۔

۲۲ر نومبر ۱۹۶۵ء کو مظفری جہاز سے حج بیت اللہ شریف کے قصد سے روانہ ہوئے اور ۲۰ر نومبر ۱۹۶۵ء شب شنبہ کو چند گھنٹے کی علالت کے بعد ۱ بجے شب میں اپنے محبوب کے پاس جا پہنچے اور زیارت رب البیت سے مشرف ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ــــــ تفصیلات انشاء اللہ حسب موقع کسی شمارے میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ (ھلالیر)

مجلس ۲۰ر جون ۱۹۶۶ء

(۳)

علماء کا احسان

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں جو آپ کو سنائی ہیں وہ مناجات مقبول میں حضرت مولانا نے جمع فرمادی ہیں، یہ بھی ان علماء کا احسان ہے کہ ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو جمع فرمادیا۔ ورنہ لوگوں کی اس زمانہ میں یہ ہمت نہ تھی کہ احادیث سے انہیں یاد کرتے، میں نے آپ سے بیان کیا تھا کہ میرے ایک دوست تھے، حافظ قرآن، دعاؤں کا ایک مختصر سا مجموعہ جسے میں نے منتخب کیا تھا اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے لیکن کہا کہ یاد نہیں ہوتیں یہ تو آج ہماری مناسبت کا حال ہے۔ بہر حال علماء نے اپنا کام کردیا ہے، اب آپ یاد کریں یا نہ کریں۔

حضرت مولانا نے مناجات مقبول میں ایک تتمہ بھی قائم فرمایا ہے جس میں صبح و شام اور خاص خاص اوقات و احوال کی دعائیں جمع فرمادی ہیں۔ اب ان چیزوں کو تو یاد کرتے نہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ نور دیدہ یہ کیا ہے؟ نور ہی حاصل کرنے کا طریقہ تو بتلا رہا ہوں سنو اور عمل کرو۔

حدیث پاک کی ایک خاص دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (یعنی شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ نہیں نقصان پہنچا سکتی ہے کوئی چیز نہ زمین میں اور نہ آسمان میں وہ سنتا ہے اور جانتا ہے)

اس دعا کو روزانہ صبح و شام تین مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ اس کی وجہ سے انشاء اللہ ہر چیز کے ضرر سے محفوظ رہئے گا کیسی عمدہ دعا ہے۔ اب آپ سن رہے ہیں؟ لیکن پڑھیے گا نہیں!

بس بدن پر گرنا چاہیئے گا — ایک صاحب کہتے تھے کہ میرا تجربہ ہے کہ جس دن بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ الخ نہیں پڑھتا اس دن کوئی نہ کوئی آفت ضرور پیش آجاتی ہے۔ کہیں کوئی کیڑا ہی کاٹ لیتا ہے۔

توکل کی حقیقت

وہی صاحب ایک بات اور کہتے تھے اور بہت اچھی معلوم ہوتی تھی کہتے تھے کہ میرا کھانا دونوں وقت ایک جگہ سے آتا ہے لیکن میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا ہوں۔ صبح آتا ہے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید شام کو بند کردیں اور شام کو آتا ہے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ اب شاید صبح کو نہ آئے، اس پر اگلے وقت کا کبھی بھروسہ نہیں کیا مگر کبھی کھانا نہیں بند ہوا برابر آتا رہا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی کا نام توکل ہے اسی کو اللہ پر نظر کرنا کہتے ہیں اور اسی کو افتقار الی اللہ کہا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا تو پھر یہ حضرات جتنے بھی کمالات ہیں سب میں اپنے کو حقیر ہی جانتے ہیں عبدیت کی نہایت عمدہ تفسیر ہے سراپا افتقار ہو جانا حقیقی عبدیت افتقار سے ہوتی ہے، اور یہ (افتقار) حقیقی عبدیت کا جزو عمدہ ہے اور دوسرا احمد وحُسنِ قدوہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

فقر و عبدیت

اب لوگ اپنے کو فقیر جو لکھتے ہیں تو یہ محض رسمی ہے، فقر ایک بہت بڑا مقام ہے یعنی آدمی معطی اور فیاض اللہ تعالیٰ کو سمجھے اور اپنے کو ان کے سامنے عاجز، محتاج اور سائل قرار دے، یہ بہت اچھا حال ہے بلکہ کمال عبدیت ہے۔ انبیاء علیہم السلام اسی کے ساتھ متصف ہوتے ہیں، اس وقت اسی کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، اور کیسا کچھ آپ کا افتقار تھا۔ اس کا کسی قدر اندازہ آپ کی دعاؤں اور تعوذات ہی سے ہوتا ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (ترجمہ) پناہ چاہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی، تمام مخلوق کی برائی سے۔

آپ نے بہت سے وظیفے پڑھے ہوں گے لیکن اس کو کبھی نہ پڑھا ہوگا۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ جتنی آپ کی مخلوقات ہیں سب کے شر سے آپ کی پناہ پکڑتا ہوں، مَا خَلَقَ کا عنوان اس لئے اختیار فرمایا ہے کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ سب آپ ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں لہٰذا آپ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرسکتیں۔

دعا کی اہمیت

بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ سنت کے اس مضمون کو ایک خاص شان سے بیان کروں لیکن کوئی نہ کوئی عذر لاحق ہو جاتا تھا، اس وقت پھر ارادہ کیا ہے کہ اسے بیان کر دوں

لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر ہم لوگ آپ کو اپنا کوئی وظیفہ بتا دیتے تو آپ اسے پیر کا وظیفہ سمجھ کر گرہ باندھ لیتے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام کا جو وظیفہ فرما رہے ہیں۔ اس کی جانب توجہ نہیں کرتے۔ آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ کسی بزرگ کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ وظیفہ کی طرف التفات نہ کرنا یہ کیسا ہے؟

صبح اور شام کی دعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اے اللہ آپ ہی کی قدرت سے صبح کی میں نے اور آپ ہی کی قدرت سے شام کی میں نے، اور آپ ہی کی قدرت سے زندہ ہیں ہم اور آپ ہی کی قدرت سے مرتے ہیں ہم اور آپ ہی کی طرف اٹھنا ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے، وہی جلاتا اور مارتا ہے وہ خود زندہ ہے مرتا نہیں، وہ سب چیز پر قادر ہے ۔۔۔ دیکھا آپ نے افتقار الی اللہ کی شان! اب اس دعا کو صبح پڑھ لیجئے تو شام تک محفوظ اور شام کو پڑھ لیجئے تو صبح تک مامون!

اور سنئے آگے فرماتے ہیں:۔ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ وَکَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ راضی ہیں ہم اللہ سے باعتبار رب ہونے کے اور اسلام سے باعتبار دین ہونے کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبار نبی ہونے کے، صبح کی ہم نے دین اسلام اور کلمہ اخلاص پر اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر جو خاص مطیع تھے اور مشرکین میں نہ تھے۔

آگے فرماتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ۔ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر ہوں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں! اقرار کرتا ہوں تیری نعمت کا جو مجھ پر ہیں اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا، بس بخش دے

مجھے کیونکہ گناہوں کو نہیں بخش سکتا ہے کوئی سوا تیرے پناہ پکڑتا ہوں میں تیری اپنے اعمال کی برائی سے، کافی ہے مجھ کو اللہ، کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس کے میں نے اس پر بھروسہ کر لیا اور وہ رب ہے عرشِ عظیم کا)

سبحان اللہ! اس دعا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی شانِ عبدیت ظاہر ہوتی ہے۔ ہر موقع پر خدا کی یاد اور ہر حاجت میں اسی کی جانب احتیاج۔

حسنِ قدوہ کیا ہے

شیخ ابو سعیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو الفضل محمد بن حسن جو اپنے وقت کے شیخ تھے ان سے سنا کہ اَلْمَاضِیْ لَا یُذْکَرُ یعنی ماضی قابل ذکر نہیں وَالْمُسْتَقْبِلُ لَا یُنْتَظَرُ اور آئندہ کا انتظار نہیں کرنا چاہئے وَمَا فِی الْوَقْتِ یُعْتَبَرُ یعنی بس حال کا اعتبار کرنا چاہئے اور اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے ــــ آگے فرماتے ہیں هٰذَا صِفَةُ الْعُبُوْدِیَّةِ یعنی بندہ جس کی بندگی اور فرمانبرداری پر مامور ہے وہ یہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی۔ ؎

ماضی و مستقبلت پردۂ خدا است

یعنی ماضی و مستقبل حجاب ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ــ حَقِیْقَةُ الْعُبُوْدِیَّةِ شَانُ الْاِفْتِقَارِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی، وَهٰذَا مِنْ اَصْلِ الْعُبُوْدِیَّةِ وَحُسْنُ الْقُدْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ لِلنَّفْسِ نَصِیْبٌ وَلَا رَاحَةٌ ہ

یعنی عبودیت کی حقیقت دو چیزیں ہیں ایک شان افتقار الی اللہ تعالیٰ یعنی ہر وقت قلباً اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محتاج جاننا اور دل سے یہ سمجھنا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے خدا کی طرف سے ہے اور یہی اصل بندگی ہے اور دوسری چیز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ قدوہ، یعنی تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی اقتدا کہ جس میں سالک کے پیش نظر محض آپ کی فرمانبرداری ہو جس کی علامت یہ ہے کہ اس میں نفس کے لئے نہ کوئی حظ ہو راحت، چنانچہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ایک دعا بھی اگر آپ دل سے پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ سے نسبت بڑھ جائے، اس کی مثال سنئے فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ اے اللہ آپ میرے پالنے والے ہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا کیا ہے، کوئی معبود نہیں ہے سوا آپ کے۔

افتقار الی اللہ

دوسری دعا سنئے فرماتے ہیں:- اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ اَتَقَلَّبُ فِیْ قَبْضَتِكَ وَاُصَدِّقُ بِلِقَائِكَ وَاُؤْمِنُ بِوَعْدِكَ اَمَرْتَنِیْ فَاَبَيْتُ وَنَهَيْتَنِیْ فَاَتَيْتُ، هٰذَا مَكَانُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ

ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (یعنی اے اللہ میں تیرا غلام ہوں، تیرے غلام کا بیٹا ہوں، تیری لونڈی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے، سچ جانتا ہوں تیرے ملنے کو، یقین رکھتا ہوں تیرے وعدہ پر۔ مجھ کو تو نے حکم دیا تو میں نے تیری نافرمانی کی، اور تو نے منع کیا تو میں نے وہی کام کیا، یہ جگہ ہے پناہ لینے کی دوزخ سے بذریعہ تیرے۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، پاک ہے تو، میں نے ظلم کیا اپنی جان پر، آپ مجھے بخش دیجئے، بے شک تیرے سوا اور کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا۔

دیکھئے! جو آپ کا روزمرہ کا کام ہے کہ ادھر جاتے ہیں اُدھر جاتے ہیں وہ انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ ہے یعنی اس میں بھی وہ حق تعالیٰ سے ہی مدد چاہتے رہتے ہیں کہ کہیں کسی زحمت میں نہ پڑ جائیں۔ یہ کس قدر عبدیت اور کس قدر افتقار ہے۔ آپ سے کہتا ہوں کہ میرے لوگ جب کہیں جاتے ہیں تو اطمینان نہیں ہوتا، جب تک کہ واپس نہ آجائیں، اس لئے کہ کسی وقت کا کچھ ٹھیک نہیں کہ کیا ہو جائے؟ چنانچہ موٹر، ریل اور ہوائی جہاز کے حادثات آپ سنتے ہی رہتے ہیں، اس لئے انبیاء علیہم السلام دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے سارے تقلبات یعنی کہیں آنا جانا، سب آپ ہی کے قبضہ میں ہے اور آپ ہی کے حکم سے ہوتا ہے لہذا آپ ہی ہمارے محافظ ہو جائیے۔

انبیاء علیہم السلام کا تو یہ حال ہے اور آپ کو کبھی اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ اپنے جملہ امور کو خدا کے حوالہ کر دینا چاہئے، اور میں تو کہتا ہوں کہ آج کل اللہ تعالیٰ کی جانب افتقار اور اظہار احتیاج کے اسباب جس قدر زیادہ ہو گئے ہیں اتنی ہی غفلت زیادہ ہو گئی ہے، چنانچہ اسی غفلت کا ایک فرد یہ بھی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں آپ کو سنا رہا ہوں اور آپ کو نیند آرہی ہے، دل نہیں لگ رہا ہے تو نہ لگے میرا وقت تو بیکار جائے گا نہیں، اس لئے کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھ رہا ہوں، مجھے تو اس کا ثواب ملے گا ہی البتہ اپنا وقت آپ نے ضائع کیا، اس کو آپ جانئے لیکن یہ سمجھ رکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس طرح سے دعا فرمائیں اور آپ ان کی جانب التفات نہ کریں تو اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہوگی، آپ کا راستہ کہیں سے بند ہے!

راستہ کیسے کھلے گا؟

سنتے ہیں آپ؟ کبھی راستہ بھی بند ہو جاتا ہے! ایک بزرگ تھے پانی پت میں، ایک صاحب ان کے پاس گئے (جو خود بعد کو بہت بڑے متبع سنت بزرگ ہوئے) اور ان کے مرید ہو گئے، زمانہ کے دستور کے مطابق انہوں نے ان کو طاقیہ (ایک خاص ٹوپی) دی۔ انہوں نے لے لی، لیکن اس کے بعد انہیں کسی بات سے شبہہ ہوا کہ شاید یہ

کامل طور پر متبع سنت نہیں ہیں، اس لئے ان کا طاقیہ واپس کر دیا، انہوں نے بھی واپس لے لیا، یہ صاحب واپس ہوئے چلتے چلتے تھک گئے مگر راستہ طے نہیں ہوا، خیال کیا کہ درخت پر چڑھ کر دیکھیں، کوئی شخص نظر آئے تو راستہ پوچھیں، چنانچہ ایک درخت پر چڑھ گئے، دیکھا کہ دو آدمی سیدھے ان کی طرف آرہے ہیں جب وہ قریب آئے تو پوچھا کہ راستہ کدھر ہے؟ انہوں نے کہا کہ "راستہ تو آپ شیخ کے مکان پر ہی چھوڑ آئے ہیں" انہوں نے کہا! ایسا ہی ہے؟ کہا ہاں! درخت سے اتر کر شیخ کے مکان کی طرف چلدیئے تو راستہ ملنے لگا۔ جب مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ شیخ مکان کے دروازے پر اسی طرح سے طاقیہ لئے کھڑے ہیں۔ عرض کیا کہ حضرت طاقیہ دیدیجئے، فرمایا، لو!

اسی طرح میں کہتا ہوں کہ راستہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر ہے اور آپ کے ساتھ عقیدت اور آپ کی سنت پر عمل کرتے ہیں، اس کو چھوڑ دو گے تو پھر راستہ کہاں ملے گا! ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اور اس میں شک نہیں کہ شیخ تو وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کردے کیونکہ بغیر آپ کے واسطے کے نہ آخرت کا کام انجام پائے گا اور نہ دنیا کا ــ ہمارے شیخ المشائخ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہرکہ در راہ محمدؐ رہ نیافت
تا ابد گردے ازیں درگہ نیافت

(ترجمہ) جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ (شریعت وسنت) نہ پائی وہ قیامت تک (خدا کی حضوری کی) گرد بھی نہ پا سکے گا ـــ لہٰذا اس کو دیکھنا ہوگا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کو پکڑا ہے یا نہیں۔

نزول کی دعائیں

انتہا ہوگئی کہ آپؐ نے علاوہ عروج کے حالت نزول میں بھی دعائیں مانگی ہیں جس میں ہماری تمام ضروریات کا ذکر ہے۔ بلکہ اگر ہم اپنی ضروریات کو شمار کرتے تو شاید نہ کر سکتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کر کے ہماری جملہ حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی ہے یہ فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْبُخْلِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ، وَمِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَمِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا (اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری! بہرے ہونے سے اور گونگے ہونے سے اور جنون (دیوانگی)

سے اور جذام (کوڑھ) سے اور بری بیماریوں سے اور بار قرضہ سے اور فکر سے اور غم سے اور بخل سے اور لوگوں کے دبا لینے سے اور اس سے کہ ناکارہ عمر تک پہنچوں اور دنیا کے فتنہ سے اور اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

دیکھئے! اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ بلاؤں سے اور تمام بیماریوں سے پناہ مانگی ہے اور خاص خاص بیماریوں کو ذکر فرمایا ہے، بہرے ہونے سے پناہ مانگی ہے گونگے ہونے سے پناہ مانگی ہے، جنون اور جذام سے پناہ مانگی ہے ظاہر ہے کہ اس سے بھی نفع ہوتا ہے۔ لیکن آپ بو علی سینا، طبیبوں اور ڈاکٹروں کی تو خوشامد کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ عافیت تقسیم فرما رہے ہیں اس کی آپ کو خبر نہیں اور نہ طبیب لوگ آپ کو یہ تبلائیں گے! ذرا بھی خیال فرمائیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائے تو پھر مجال ہے کہ کوئی بیماری اور موذی چیز اس کے پاس پھٹکے اور اگر آئے گی تو اسے تابع ہونا پڑے گا یعنی مومن پر غالب نہ ہوگی۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاقہ سے پناہ مانگی ہے اور رزق کا سوال کیا ہے اس لئے کہ اس دنیا میں آدمی کو رزق کی بھی ضرورت ہے، لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم روزی کے لئے بھی پیر کے پاس جائیں گے اور ان سے سوال کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں سوال کریں گے، پیر سے خوش ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ناخوش (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں:- اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا (یا اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے رزق پاکیزہ اور علم کارآمد اور عمل مقبول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جو تشریف لائے ہیں تو دونوں جہاں کی فلاح سکھلانے کے لئے، اب جس شعبہ میں آپ ان سے الگ ہوں گے اسی شعبہ میں گمراہی آجائے گی، یہ ہے حقیقی افتقار الی اللہ کہ بندہ اللہ ہی سے روزی کا سوال کرے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کیا ہے اسی طرح رزق کا بھی سوال کیا ہے۔

عزت کسے ملے گی

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کسی صاحب کو کچھ دیا فرمایا کہ ارے بھائی گھٹ جائے گا تو مانگ لیں گے، انہیں کے قبضہ میں تو سب کچھ ہے۔ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۝ اس آیت کے متعلق علماء لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا تو منافقین نے یہ کہا کہ ان پر

خرچ نہ کرو اس کی وجہ سے یہ لوگ پریشان ہو کر خود ہی مدینہ چھوڑ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ذلت آمیز جملہ نہایت ناگوار ہوا اور انتہائی غصہ میں فرمایا کہ کیا یہ منافق لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ روزی ان کے ہاتھ میں ہے؟ سن تو! کہ اللہ ہی کے لئے آسمان اور زمین کے جملہ خزائن ہیں لیکن منافقین اس کو نہیں سمجھتے اور مارے تکبر کے ایسا کہتے ہیں چنانچہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب مدینہ میں داخل ہوں گے تو ہم میں کا عزیز ذلیل کو نکال دے گا۔ اپنے آپ کو عزیز سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو ذلیل! اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرمایا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

اس میں یہ جو فرمایا کہ عزت بھی مومنین کے لئے ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس کی جانب سے اطمینان دلایا۔

دو اہم مسئلے

دنیا میں رزق اور عزت بھی دونوں مسئلے ہے! اللہ و رسولؐ نے ان دونوں کی جانب سے بھی صالحین کو مطمئن فرما دیا، اس طرح سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ سکھلا دیا کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ سے آخرت میں جنت کا سوال کیا جاتا ہے اسی طرح سے اس سے اس دنیا میں بھی صحت اور عافیت، راحت اور عزت اور رزق و وسعت بھی طلب کی جاتی ہے، اس لئے کہ ان سب کے خزانے بھی اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ دیکھا آپ نے ان حضرات کا افتقار!۔

ہمارا حال

انبیاء علیہم السلام کو اس میں جو مقام حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ کرنا تو مشکل ہے، بس اس کا کچھ سراغ ان حضرات کی دعاؤں سے ہی ہوتا ہے، اب جس کو دعوات اور آپ کی عبدیت اور افتقار نیز آپ کے اسوۂ حسنہ سے حصہ ملا ہے تو سبحان اللہ کیا کہنا! یہ بڑی توفیق ہے۔ اس کے برخلاف وہ لوگ نہیں ہیں جو ایسے نہیں، اور جو لوگ بزرگوں کے پاس رہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ان کو کچھ حصہ نہیں ملا تو بڑے افسوس اور محرومی کی بات ہے، اسی پر کہتا ہوں ؎

کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا
زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

باقی محض رسمی طور پر کچھ کلمات زبان پر جاری ہو جانے کو حصہ پانا نہیں کہا جائے گا، بلکہ حصہ پانا یہ ہے کہ سنت کا یہ نور اس کے گوشت اور پوست میں سما جائے اور ہر وقت اس کی برکات سے اس کو حصہ ملتا رہے اور ان دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اس کو ایک خاص حصہ حاصل ہو جائے۔

طاعت کا بدلہ دنیا میں

ایک بادشاہ بیمار ہوا ایک بزرگ کو بلایا، ان سے درخواست کی کہ دعا کیجئے، اس مرض سے اچھا ہو جاؤں، انہوں نے کہا کہ قیدیوں سے جیل خانہ بھرا ہوا ہے۔ بہت سے ان میں بے قصور بھی ہیں، اس ظلم کے ساتھ کس طرح

دعا کروں، اس نے فوراً حکم دیا کہ قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔ ان بزرگ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کہا "یا اللہ! جس طرح تو نے اس کو اس کی معصیت کی شامت چکھائی ہے اسی طرح اس کو اس کی طاعت کا بدلہ بھی چکھا دیجئے" چنانچہ وہ اسی وقت اچھا ہو کر کھڑا ہو گیا! تو یہ بھی ہوتا ہے اور جس طرح سے آپ لوگ حکیم، ڈاکٹر کے بہت معتقد ہیں تو سمجھ لیجئے کہ ایک اور چیز بھی ہے ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

تم نے حکمت یونانیاں تو بہت پڑھی، اب ذرا حکمت ایمانیاں کی طرف آؤ اور اس کو بھی تو پڑھو اور اب تو حکیمی بھی ختم ہے ڈاکٹری ہی رہ گئی ہے۔

دعاؤں کے پاس چلئے

اور سنئے! جونپور میں ایک بزرگ تھے، ایک شخص پانی پھونکوانے کے لئے بوتل لے گیا، انہوں نے دور ہی سے کہا وہیں رکھو ہم پھونک دیتے ہیں قریب لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا دور سے کیسے پھونکیں گے اس میں کیسے اثر ہوگا، انہوں نے کہا کہ اخر دیکھنا چاہتے ہو! اچھا تو دیکھو! یہ کہہ کر وہیں سے پھونکا تو برتن تڑسے ٹوٹ کر پاش پاش ہو گیا یہ بھی تو ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانا چاہئے! اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ معرفت نا تمام رہتی ہے، جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہو جاتا اور آپ کی یہ دعائیں پیش نظر نہ ہوں گی تو آپ کی بعض شیون کی معرفت نہ ہو سکے گی، آپ کی سمجھ میں یہ تو آجاتا ہے کہ حکیم اور ڈاکٹر کے پاس چلیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دعاؤں کے پاس بھی چلنا چاہئے ۔۔۔ ایک حکیم صاحب نے بہت عمدہ بات کہی، میں بیمار تھا لوگ دعا بھی کر رہے تھے اور دوا بھی جاری تھی، اس پر انہوں نے کہا کہ دوا کی وہاں تک رسائی نہیں ہے جہاں تک دعا کی ہے، دعا کی رسائی عرش تک ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

(مظلوم کی آہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اس کی دعا کرنے کے وقت دربار خداوندی سے قبولیت خود اس کے استقبال کے لئے آتی ہے۔

میں نے یہ سن کر کہا کہ ہاں بھائی! ٹھیک کہتے ہو میرا بھی یہی اعتقاد ہے! دعا ہی تو مومن کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو، میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے) اور یہ دعا سب چیزوں کے لئے ہے جس طرح

آخرت کے لئے اور بڑی بڑی چیزوں کے لئے ہے اسی طرح دنیا کے لئے اور معمولی حوائج کے لئے بھی ہے۔ فرماتے ہیں:۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا یعنی اے اللہ کار آمد رکھ ہماری شنوائیاں اور ہماری بینائیاں اور ہماری قوت جب تک ہمیں زندہ رکھے مگر عامۃ الناس کو اس راہ پر لگانا بڑا مشکل ہے۔

ایک واقعہ ایک بزرگ تھے حج کو جا رہے تھے، ایک دفعہ مدینہ منورہ کے راستہ میں ایک بدو کے لڑکے کو مار بیٹھے وہ بزرگ حضوری تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوا کرتی تھی، بند ہو گئی، اب تو یہ بہت پریشان ہوئے، لڑکے کو ہر چند روپیہ پیسہ دیا مگر زیارت نہیں کھلی۔ مدینہ شریف حاضر ہو کر وہاں تمام مشائخ کی خوشامد کی، مگر سب نے جواب دیا کہ ہمارے اختیار سے بالاتر یہ چیز ہے اور یہ بھی کہا کہ جن کے قبضہ میں ہے اس کا پتہ تبلا سکتے ہیں، وہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پاس ایک عورت کھڑی ہے، وہ چاہے تو البتہ ہو سکتا ہے، چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا، اس نے جالی مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:۔ شُف! دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں بس پھر اس کے بعد برابر زیارت ہونے لگی۔

اب یہ سب باتیں اور بزرگوں کے حالات آپ کو کیسے اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان کا صرف سننا آسان ہے عمل کو کہوں تو بھاگ جاؤ گے، سنو! میں کہتا ہوں کہ یہ جو دعائیں میں آپ کو سنا رہا ہوں تو یہ بھی گویا آپ سے شُف کہہ رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر کرنی ہے اور صرف جسمانی نہیں بلکہ روحانی تو آپ کی دعاؤں کو لو! اس سے کیوں منہ پھیرے ہوئے ہو۔ اس کی جانب کیوں توجہ نہیں کرتے! باقی یہ سمجھ لو کہ دروازہ بند ہے قفل پڑا ہوا ہے اس کو کھلوانے کی ضرورت ہے۔

اتباع سنت ہی اصل محبت ہے

سنو! روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حجرہ شریف کے اندر جانے کے لئے ایک دروازہ ہے مگر اس پر قفل پڑا رہتا ہے۔ وہ جلد دعا قبول ہونے کی جگہ ہے، لوگ وہاں جاتے ہیں دعا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ شریف مکہ آیا، اس کے لئے دروازہ کھلا کرتا تھا، لوگوں نے حسب دستور کھولنا چاہا مگر دروازہ نہیں کھلا، اس نے تمام اصحاب صفہ کو بلوایا اور کہا کہ آپ لوگ اس کو کسی طرح کھول دیجئے، سب کے سب عاجز رہے اس نے دریافت کیا کہ کوئی اور تو نہیں رہ گیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک صاحب اصحاب صفہ میں سے ہیں! ان کو بلایا گیا۔ آئے کنجی دی گئی کہ دروازہ کھول دیجئے، انہوں نے کھولا تو دروازہ کھل گیا، مگر یہ بزرگ بے ہوش ہو کر گر گئے، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہو گیا تھا؟ کہا کہ جیسے ہی میں نے دروازہ

کھولا ہے دیکھتا کیا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غصہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہاری خاطر سے دروازہ تو کھول دیلتے مگر خبردار! فلاں سے ناراض ہوں یہ شخص اندر نہ گھسنے پائے — اس پر میں کہتا ہوں کہ اسی طرح کوئی چاہے کہ خود سے ہی کامیابی حاصل کرلے ناممکن ہے، قفل بند ہے بغیر اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قفل کھولیں، خدا تک رسائی مشکل ہے اور وہ قفل بھی آپ کی سنتیں ہیں، انہیں پر عمل کرنے سے قفل کھلتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا۔

ایک صوفی صاحب ایک جگہ مسجد میں بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے کہ محمد پہ دل کو فدا کر چکے ہیں ... جو فرض خدا تھا ادا کر چکے ہیں

میں نے سُنا تو ان کی بڑی قدر ہوتی کہ دیکھو تو یہ خدا کا فرض ادا کر چکے ہیں! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دل فدا کرنا ہی فرض ہے لیکن یہ فرض جانتے ہیں کس طرح ادا ہوتا ہے، اتباع سے! جو آپ پر دل فدا کر چکا ہوگا وہ ہر چیز میں آپ کا طریقہ تلاش کرے گا عبادت میں، ریاضت میں، ظاہر میں، باطن میں، دعا میں۔ استعاذہ میں اور ان سب میں آپ کا پس رَو اور تابع ہوگا۔

بقیہ سراج الملفوظات

میں نہیں لگتا۔

انسان کا اپنا کام — انسان اپنے کام کو، اپنا کام ہی نہیں سمجھتا، اس کا اپنا کام وہی ہے جس کام کے لئے حق تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے اسے عبدیت، بندگی اور اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے تو اس کی پیدائش جس کام کے لئے ہوئی ہے وہی اس کا اپنا کام ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کی منشا تخلیق ہی عبدیت و بندگی ہے اپنے پیدائش کی جو منشا ہے یہ اُسے اپنا کام ہی نہیں سمجھتا۔

آخرت کے بچے بن جاؤ — دیکھئے سارے بچے اپنی ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں — گائیں، بکریاں، بھیڑیں اپنے اپنے گلوں میں چلتی ہیں۔ ان کے بچے بھی ان کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں مگر ہر ایک کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے ہوتا ہے، کسی بھیڑ کا بچہ دوسری بھیڑ کے پیچھے نہیں چلتا کسی بکری کا بچہ دوسری بکری کے پیچھے نہیں چلتا اور نہ کسی گائے کا بچہ دوسری گائے کے پیچھے چلتا ہے، ہر بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلتا ہے اس کا پیچھا پکڑتا ہے، ماں جدھر مُڑتی ہے مُڑ جاتا ہے، جہاں رُکتی ہے رُک جاتا ہے مجھ کو مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پاک کا مضمون یاد آیا جس کا حاصل ہے۔

دنیا اور آخرت ہر ایک کی اولاد ہوتی ہے جس طرح بچے اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ تم بھی آخرت کے بچے بن کر اس کے پیچھے پیچھے چلو یعنی آخرت کا کام کرو اور دنیا کی اولاد بن کر مت

سیرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنبھوری

(بہ سلسلہ سابق)

فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم حضرت مولانا عبدالواسع صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب مناجات مقبول سے حاصل کی جو اردو، فارسی اور عربی ادب، خصوصاً صرف و نحو کی تعلیم میں اچھی دست گاہ رکھتے تھے اور مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ایسے مخصوص اور معتمد علیہ شاگرد تھے کہ مناجات مقبول کے دیباچہ میں خود حضرت حکیم الامۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

"اور ناظم اس کے محبی و مشفقی،
جامع کمالات علمی و عملی جناب مولوی
عبدالواسع صاحب سعدی پوری
در بھنگوی ہیں۔"

حضرت مولانا عبدالواسع صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور قریبی رشتہ مند بھی تھے۔ جذبہ اخلاص میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا، اس تعلق و اخلاص کے امتزاج نے استاذ کی نگاہِ شفقت و محبت کو شاگرد پر مرکوز کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے ہی حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر علم و عمل، دین و دیانت، خلوص و صدق اور تقویٰ کی گہری چھاپ پڑ گئی تھی اور حق تعالیٰ نے اپنے فضل اور کامل و مکمل استاذ کے فیوض و برکات سے آپ کو مالا مال کر کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیا جو آپ کے لئے علم الٰہی میں مقدر تھا۔

اعلیٰ تعلیم

فارسی اور ابتدائی عربی تعلیم کے بعد علوم عربیّہ کی اعلیٰ تعلیم کی طرف آپ نے توجہ فرمائی، اس زمانہ میں عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کان پور

دینی تعلیم کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اس لئے آپ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ کان پور جا کر عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، مگر والدین اپنی نگاہوں سے دور رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے، ادھر اپنا ذوق وشوق ان پر ابھرتا ہی رہتا تھا کہ اونچی تعلیم ضرور حاصل کریں، اس لئے بغیر پوچھے ہوئے اور والدین کی رضا و اجازت لئے کان پور روانہ ہوگئے، راقم الحروف سے کبھی کبھی اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا کرتے :-

"میں پڑھنے کے شوق میں گھر سے بھاگ کر کان پور چلا گیا تھا۔ مدرسہ فیض عام کان پور میں داخلہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو کھانے پینے کا کوئی نظم نہیں تھا۔ نہ اپنے پاس اتنے پیسے ہی تھے کہ باقاعدہ کھانے پینے کا کوئی نظم اپنے پیسوں سے کر سکتا، صرف چار آنے سفر خرچ کے بعد بچ رہے تھے، میں روزانہ ایک دھیلے یا ایک پیسہ کے چنے خرید لیا کرتا اور تھوڑا تھوڑا دونوں وقت چبا کر پانی پی لیا کرتا، کسی سے اس کا ذکر میں اپنی غیرت کی وجہ سے نہیں کرتا تھا۔ ٹھیک جس دن وہ پیسے ختم ہو رہے تھے، حق تعالیٰ نے بلا سوال واظہار ایک صاحب کے دل میں ڈال دیا اور ان کے ہاں سے دونوں وقت کھانا ملنے لگا۔

میں نہایت ہی ذوق وشوق سے اپنی تعلیم میں محنت کے ساتھ مصروف تھا، ابھی چند دن ہی گذرنے پائے تھے کہ اسی حال میں حکیم سید ظہیر الدین صاحب ہرسنگھ پوری بھی جو میرے ہم جنس دوستوں میں سے تھے بھاگ کر کان پور پہنچ گئے، ان کے پاس بھی کچھ نہیں تھا، گھر کا حال بھی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے خرچ سے تعلیم حاصل کر سکتے۔ اب اسی ایک کھانے میں ہم دونوں کھانے لگے اور ایک مدت اسی حال میں گذر گئی"

بہرحال بمصداق ؎ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔ حق تعالیٰ نے ذوق وشوق کو ہی آپ کا رہبر بنا دیا اور اس نے آپ کو کشاں کشاں ایسی درسگاہ میں پہنچا دیا جس کے اساتذہ و مدرسین حضرات اپنے وقت کے چندے آفتاب و چندے ماہتاب کے مصداق تھے۔

مؤلف "حیات عارف" حضرت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ کی زبان سے سنئے :-

"پھر آپ نے کان پور جا کر مدرسہ فیض عام میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا، اس زمانہ میں مولانا احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مدرس اول تھے اور مولانا محمد خیرالدین صاحب مدرس دوم تھے، مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صرف و نحو اور فقہ کی زیادہ ترکتابیں مولانا محمد خیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں (کلید معارف ص۹)

ذوق و شوق، محنت و ریاضت، خدمت و اطاعت، خلوص اور توجہ الی اللہ طلباء علم دین کے ایسے اوصاف ہیں جو انہیں اساتذہ کی نگاہوں میں محبوب بنا دیتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر یہ عطیات الٰہی بچپن ہی سے موہوب من اللہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرات اساتذہ کی نگاہِ شفقت آپ پر ہمیشہ ہی مرکوز رہی۔

حضرت مولانا خیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کانپور سے رُدولی جاتے وقت جن مخصوص چھ طلبا کو اپنے ساتھ لے لیا تھا ان میں کے ایک حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہرسنگھ پوری بھی تھے۔ مؤلف "حیات عارف" فرماتے ہیں:-

"رُدولی شریف کے ایک رئیس نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے بچوں کی عربی تعلیم کے لئے ایک اچھے مدرس کی درخواست کی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے شاگردوں میں سے جسے چاہو لے جاؤ۔ مولانا خیرالدین صاحب کا صرف و نحو اور فقہ میں خاص مہارت حاصل تھی اور مولانا کے درس نے دُور دُور تک شہرت حاصل کر رکھی تھی، رئیس نے مولانا ہی کو منتخب کر لیا، مولانا نے چھ طالب علموں کی جاگیر کی شرط پر رُدولی جانا منظور کیا، اس طرح مولانا خیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھ طالب علموں کے ساتھ رُدولی تشریف لے گئے۔ ان چھ طلباء میں ایک حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔"

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشفق و محسن اِستاذ حضرت مولانا محمد خیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پورے چار سال تک رُودولی شریف میں قیام پذیر رہے۔ صرف و نحو کے علاوہ فقہ میں ہدایہ تک اور حدیث میں مشکوٰۃ شریف بھی آپ نے حضرت موصوف ہی رُودولی شریف میں ہی پڑھی۔

حضرت مولانا سید خیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاری سید فخرالدین صاحب گیاوی کے والد بزرگوار اور جامعہ قاسمیہ گیا (بہار) کے بانی ہیں۔ بہار کا یہ مشہور و معروف مدرسہ آپ کی ہی یادگار ہے، آپ کے متعلق مؤلف "حیاتِ عارف" نے حاشیہ پر یہ تحریر لکھی ہے۔

"مولانا خیرالدین صاحب سرحد کے رہنے
والے ایک مشہور ذی علم اور صاحب زہد و تقوی
بزرگ ہیں، درس و تدریس میں ید طولی رکھتے ہیں
صرف و نحو اور فقہ ان کا خاص فن ہے۔" (کلید معارف ص۸)

الغرض حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ
علیہ چار سال تک رُدولی میں قیام کرنے کے بعد اپنے استاذ کے
ساتھ ہی گنج مراد آباد تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت قطب دوراں
حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف
بیعت حاصل کرکے پھر رُدولی شریف واپس آگئے، لیکن گنج مراد
آباد سے واپسی کے بعد برابر آپ کا دل اسی طرف کھنچتا رہا اور
شدہ شدہ آپ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ درسِ حدیث کی تکمیل حضرت
مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی جائے جو پنجاب
کے رہنے والے ایک جید عالم اور حضرت مولانا شاہ فضل
رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید، خلیفہ اور داماد بھی تھے، اور گنج
مراد آباد شریف میں ہی درسِ حدیث دیتے تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کو اپنے پیر و مرشد کی محبت و کشش نے رُدولی شریف سے
گنج مراد آباد پہنچا دیا، آپ نے صحاح ستہ کی تکمیل گنج مراد
آباد میں قیام کرکے حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کی، اس واقعہ کو حضرت مولانا سید
منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ کی زبان سے سنئے!۔

"مسلسل چار سال تک رُدولی میں پڑھنے
میں مشغول رہے مشکوۃ شریف، ہدایہ اور دوسرے
فنون کی کتابیں متوسطات تک مولانا خیرالدین
صاحب ہی سے پڑھیں، پھر اپنے استاذ کے
ساتھ گنج مراد آباد حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت
قطبِ دوراں حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن
صاحب قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت
حاصل کیا اور رُدولی شریف واپس آئے
لیکن اب روز بروز گنج مراد آباد کی کشش
بڑھنے لگی، آخر کچھ ہی دنوں بعد رُدولی کا قیام
ترک کر دیا اور گنج مراد آباد چلے آئے اور یہیں
حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے حدیث شریف کی بقیہ کتابیں تمام کیں اور
مثنوی شریف خاص طور پر حضرت مولانا احمد
حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کانپوری سے
پڑھی جو اپنے زمانہ میں درس مثنوی شریف
کے امام سمجھے جاتے تھے۔" (کلید معارف ص۹)

حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ
معقول و منقول کے جامع تھے۔ آپ کے متعلق اس زمانہ
میں یہ مشہور تھا کہ آپ حافظ سیاں ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہوتا
تھا کہ منطق کی مشہور ترین کتاب مسلم العلوم کے ساتھ حاشیے

آپ نے زبانی یاد کر رکھے ہیں۔

الغرض ظاہری تعلیم و تربیت کے لئے بھی حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے ایسے اساتذہ کی خدمت میں پہنچایا جو یگانۂ روزگار تھے اور ان حضرات کے دل میں ایسی محبت و شفقت ڈال دی جس نے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

آپ کے اساتذۂ کرام کے تفصیلی حالات انشاءاللہ تعالیٰ اصل کتاب "سیرت مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ہرسنگھ پوری" میں آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

زمانۂ طالب علمی میں آپ کا مقام تقویٰ و پرہیزگاری

جو دراصل، حاصل زندگی ہے بالخصوص طلباء علم دین کے لئے ترقی درجات کا ایک نسخۂ اکسیر ہے، یہ نسخہ اگر کسی خوش نصیب طالب علم دین کو ہاتھ آجاتا ہے تو اس کے علم و عمل میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حسن تقدیر سے انہیں خوش نصیبوں میں تھے جنہیں زمانۂ طلب ہی میں یہ دولت ہاتھ آئی تھی اپنے ساتھیوں میں "صوفی صاحب" کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور اکابر یہاں تک کہ اساتذہ کرام بھی احترام آمیز محبت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، حضرت مولانا سید احمد علی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے اور علم ظاہری کے علاوہ زہد و تقویٰ میں بھی اپنی نظیر آپ ہی تھے، حضرت موصوف کے ہم سبق تھے، ان دونوں حضرات کے زمانۂ طالب علمی کے متعلق ایک واقعہ حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ صاحب مدظلہ مؤلف "حیات عارف" کی زبانی ہی سن لیجئے:- درس حدیث شریف میں مولانا سید احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے ایک دفعہ یہ دونوں حضرات حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت مولانا تجمل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ [1] بھی موجود تھے۔ مولانا تجمل حسین صاحبؒ نے مولانا مونگیریؒ سے عرض کیا:-

"حضرت! آپ کے سارے مریدین
اگر ایک پلہ میں رکھے جائیں اور مولانا

---

[1] حضرت مولانا شاہ تجمل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیسنہ ضلع پٹنہ کے رہنے والے ایک جید عالم گذرے ہیں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہ العزیز گنج مراد آبادی کے اجل خلفا میں سے ہیں۔ آپ صاحب تصنیف و تالیف بھی ہیں۔

عبدالکریم صاحبؒ کے یہ دونوں شاگرد (مولانا سیّد احمد علیؒ اور مولانا محمد عارفؒ) دوسرے پلّہ میں تو ان کا پلّہ بھاری رہے گا۔" (کلید معارف)

مولانا مونگیریؒ نے فرمایا "اس میں کیا شک ہے۔"

حضرت مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ حدیث کی تکمیل جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی، چنانچہ آپ کو صحاح ستہ کی اجازت بھی حضرت موصوف سے ہی ملی، اس سلسلہ کی سند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "حیات عارف" میں مؤلف نے لکھا ہے۔

"حضرت مولانا محمد عارف صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کو صحاح ستہ کی اجازت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز (یعنی حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے اور انہیں حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہیں اپنے نانا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہیں اپنے نانا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہیں اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ سے اتحاف الاخوان باسانید سیدنا مولانا فضل رحمٰنؒ اور مسلسلات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں اس سلسلہ کی تفصیلات موجود ہیں۔" (کلید معارف)

انشاء اللہ العزیز ان اسانید کی تفصیلات، اصل کتاب "سیرت مولانا محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ہرسنگھ پوریؒ" میں اصل عبارت ترجمہ و تشریح کے ساتھ بیان کر دیا جائے گا۔

بقیہ حق و صداقت کی فتح

طغوا فی البلاد۔ فاکثروا فیہا الفساد۔ فصب علیہم ربک سوط عذاب۔ ان ربک لبالمرصاد۔

ترجمہ:۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے پروردگار نے قوم "عاد ارم" کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جو ستونوں (یعنی بڑی اونچی عمارتیں بنانے) والے تھے، اس جیسی اس وقت دنیا میں کوئی قوم (مضبوط اور شہ زور) پیدا کی گئی تھی اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القریٰ میں پتھروں کی مضبوط بلڈنگیں تعمیر کرتے تھے اور قوم فرعون کے ساتھ جو میخوں (یعنی بڑی نالو لشکر) والا تھا کیسے کیسے معاملے کئے؟ اُن سبھوں نے (دولت و قوت کے نشہ میں مست ہو کر) روئے زمین پر خوب دھم مچایا اور بہت زیادہ فتنہ و فساد برپا کیا۔ پھر دفعتاً تیرے خداوند قدوس نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ بے شک تیرا رب ظالموں کی گھات میں لگا ہوا ہے۔" مالکؒ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دوبارہ اپنا کپڑا سمیٹ لیا تاکہ خون سے آلودہ نہ ہو جائے، اس کے بعد ابو جعفر تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر مخاطب ہوا ــــ اے ابن طاؤس مجھ کو دوات دو! اُن کے پاس دوات تھی انہوں نے نہیں دی *

... و صداقت کی فتح

از- م، س، صدیقی

مولانا سعد اللہ صدیقی سلمہٗ برادر معظم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ کے صاحبزادے ہیں، مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ میں درجہ عربی کے ممتاز نوجوان مدرس ہیں، آپ نے اسی مدرسہ میں اپنی تعلیم پوری کر کے بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے ا ا درجہ میں فاضل حدیث کا امتحان پاس کیا۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث میں شرکت کی اور وہاں سے سند فضیلت حاصل کی، مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں اور اب کچھ لکھنے کی طرف بھی توجہ کی ہے حق تعالیٰ زورِ قلم اور زورِ بیان کے ساتھ ساتھ حسن قبول اور استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

عباسی خلیفہ منصور کا عہدِ حکومت تھا۔ اس کے کر و فر اور شان و شوکت کا سکہ سارے عرب پر بیٹھ چکا تھا، اس کی خون آشام تلوار نے کتنے ہی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا، اس کی بے رحم شمشیر نہ صرف بنو امیہ بلکہ سینکڑوں انسانوں کو بلا تمیز اس دعام زندگی سے مایوس کر رہی تھیں، اس کے خوف و دہشت سے سارا عرب لرزہ براندام تھا۔ اس کے نام ہی سے بڑے بڑے جری لوگوں اور بہادروں کے جسم پر کپکپی پڑ جاتی تھی لیکن ایسے ہوشربا حالات میں بھی ایک مردِ حق آگاہ تھا، جس نے حق کی آواز سے دنیا دی غرور و پندار کا سر نیچا کر دیا، اور رعب و حشمت کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا۔ آیئے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ابن انس رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے۔

"مالک ابن انس رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ابو جعفر منصور نے مجھ کو اور ابن طاؤس رضؓ کو بلا بھیجا۔ جب ہم دونوں اس کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ خلیفہ تہہ بتہہ گدوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ سامنے جلادوں کی ایک قطار ننگی تلوار لئے کھڑی ہے اور چمڑے کا ایک بچھاون (جس پر قتل کیا جاتا تھا) بچھا ہوا ہے خلیفہ نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ہم لوگ بیٹھ گئے، وہ دیر تک سر جھکائے رہا اور پھر ابن طاؤس کی طرف متوجہ ہو کر اس نے کہا — خلیفہ ـ" اپنے والد کی روایت کردہ ایک حدیث سناؤ"

ابن طاؤس ـ" ہاں میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ دردناک عذاب اُس شخص کو دیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے اوپر حاکم بنایا ہو اور اس نے خداوند قدوس کے عدل و انصاف کے مقابلہ میں ظلم و ستم روا رکھا ہو۔"

مالک رضؓ فرماتے کہ میں نے اپنا دامن اس خوف سے سمیٹ لیا کہ کہیں ابن طاؤس رضؓ کے خون کا چھینٹا نہ پڑ جائے۔

خلیفہ ـ" اے ابن طاؤس رضؓ مجھے نصیحت کیجئے!"

ابن طاؤس رضؓ — میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں۔

دو۲ اہم خطوط

ماہ نامہ اشرف العرفان اکابر کی نگاہوں میں!

(۱) ——— نقل مکتوب گرامی حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ صاحب قادری مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف ضلع پٹنہ۔

محترمی حکیم صاحب! سلام ورحمت!

کل ہی ڈاک سے آپ کا مرسلہ ماہ نامہ "اشرف العرفان" موصول ہوا، جزاکم اللہ تعالیٰ — کل مضامین ماشاء اللہ مسلمانوں کے لئے باعثِ ہدایت ہیں۔ مولانا محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات بھی پُراثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو حیات واستقلال عطا فرمائے اور کثیر الاشاعت بنائے آمین — دفتر رسالہ "المجیب" میں بھی بغرض تبادلہ آپ کا پرچہ آیا ہے۔ اب دفتر ہی کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں، میں بھی مطالعہ کروں گا۔ والسلام

محمد امان اللہ قادری پھلواروی ۲۶-۶-۶۸

(۲) ——— اقتباس مکتوب گرامی حضرت مولانا نسیم احمد صاحب فریدی مدظلہ العالی مفتی و مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ ضلع مرادآباد۔ یو، پی

حضرت حکیم صاحب! سلام مسنون

میں آپ سے پہلے معذرت خواہی کروں، اس کے بعد آپ کے رسالے "اشرف العرفان" کی مبارک باد رسید اور اپنی مختصر سی حقیر رائے دوں — آپ نے رسالے کے شائع ہونے سے تقریباً ایک ماہ بیشتر مجھے جوابی لفافہ بھیجا تھا جس سے مسرت بے حد ہوئی، لیکن اپنی عادت کے مطابق جواب میں تاخیر کرتا رہا، تا آنکہ وہ لفافہ کاغذات میں

ں مل گیا .... کچھ آگے چل کر .... اس کے بعد میرے پاس بھی رسالہ آیا، مجھے رسالے کی جتنی خوشی ہوئی، اتنی ہی یا اس سے بھی زیادہ ندامت جواب نہ دینے کی ہوئی .... کچھ اور آگے چل کر فرماتے ہیں۔

رسالے کو سوائے ایک مضمون کے پورا مطالعہ کر چکا ہوں، آپ نے خوب ترتیب دیا ہے، حضرت عارف کی مناجات بھی بہت خوب اور موثر نیز مستقل تبرک ہے ــــ آیندہ پرچوں میں کتابت اور طباعت کا خاص اہتمام کرنا ہوگا۔ "سراج الملفوظات" سے پہلے اپنے مقدمہ کا تھوڑا سا اقتباس دیتے تو بہتر ہوتا۔ ٹائیٹل بھی عمدہ ہونا چاہئے۔ رسالہ کی مجموعی حیثیت سے ترتیت اچھی ہے۔ آپ نے اس گرانی کے زمانے میں بہت بڑے کام کا بیڑا اٹھایا ہے، اللہ آپ کو کامیاب فرمائے، صحت و عافیت سے رکھے اور مقاصد حسنہ پورے فرمائے۔ آمین

نسیم احمد فریدی غفرلہٗ امروہہ ۸ ربیع الثانی ۸۸ھ

طبّی چٹکلے

معصوم بچے آپ سے اشاروں میں باتیں کرتے ہیں، انہیں سمجھ کر ان کی حفاظت کیجئے (۱) ــــ تندرست بچہ خوش و خرم رہتا ہے، نیند کے مزے لیتا ہے بیمار بچہ روتا ہے بے چین رہتا ہے اور سونے میں چونکتا ہے (۲) ــــ بچہ رونے لگے اور دُبلا ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ بیمار ہے، اگر ماتھے پر بل پڑے اور سونے میں چونک پڑے، رونے لگے یا سسکی لے تو سمجھنا چاہئے کہ سینہ کی کوئی بیماری ہے (۳) ــــ کھانسی اور پسلی کے درد میں بچہ کھانسنے میں روتا ہے مگر جلد جلد سانس اور سانس لیتے وقت نتھنوں کا پھولنا مونیہ کی علامت ہے (۴) ــــ بچہ ضدی اور چڑچڑا ہو جائے اور روتا رہے، اس کی آنکھوں کے نیچے بل پڑ جائیں تو سمجھنا چاہئے کہ اس کو سر کی بیماری ہے (۵) ــــ کان کے درد میں بچہ کان کی طرف انگلی لیجاتا ہے (۶) ــــ پیٹ کی بیماریوں میں بچہ کا پیشاب بدبودار ہو جاتا ہے، زبان میلی ہو جاتی ہے اور خشک سیاہی مائل پاخانہ ہوتا ہے یا پھر دستوں کی شکایت ہوتی ہے (۷) ــــ سوتے میں دانت پیسنا یا ناک کھجانا اور پاخانہ یا پیشاب کی جگہ کو ملنا پیٹ میں کیڑوں کی علامت ہے۔

R. a. No. 23

The Monthly ASHRAFUL-IRFAN, Darbhanga

دواکسیریں

مفرح صندل:- مشک زعفران، الائچی، مصطگی مختلف قسم کے مفرح پھولوں کی روحوں اور پھلوں کے عصاروں سے جوہر آملہ کی بنیاد پر کیمیاوی طریقہ سے تیار کیا ہوا نہایت ہی خوشبودار اور خوش ذائقہ مرکب ہے۔ اس کے استعمال سے دل کی دھڑکن، سر کا چکر، گھبراہٹ، تکان، اختلاجِ قلب اور دماغ کی کمزوری بہت جلد دور ہو جاتی ہے۔ ہمارے پچیس سالہ تجربہ میں اس دوا سے ہزاروں ایسے مریضوں کو فائدہ پہنچا ہے جو انگریزی دواؤں سے تھک چکے تھے۔

یہ دوا دراصل دماغی کام کرنے والوں کے لئے ایک نسخہ اکسیر ہے۔ ان طالب علموں، وکیلوں، ڈاکٹروں، پروفیسروں کے لئے آب حیات ہے جنہیں دماغی کام اور تعلیمی محنت بہت کرنی پڑتی ہے۔ یہ دوا مختلف بدرقوں کے ساتھ ہائی بلڈ پریشر کے لئے بے حد مفید ہے۔ ایک پاؤ کی قیمت آٹھ روپے، آدھ سیر کی قیمت پندرہ روپے اور ایک سیر کی قیمت انتیس (۲۹) روپے۔

نوف برق:- مختلف نمکیات اور جڑی بوٹیوں کا ایک بہترین مرکب نمک ہے۔ قوتِ ہضم کو بڑھاتا ہے، غذا فوراً ہضم کرتا ہے۔ پیٹ کے درد کو رد کرتا ہے۔ دست، قے، بدہضمی، پیٹ کی گڑگڑاہٹ اور پیٹ میں نفخ پیدا ہونے کی شکایت کو دور کر کے معدہ و جگر کو مضبوط بناتا ہے۔ جسم میں پھرتی اور چستی پیدا کرتا ہے۔ فوراً بجلی کی طرح کام کرتا ہے۔ ہر گھر میں رکھا چاہئے۔ پچیس برسوں سے لوگ اس کے مداح ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پچیس پیسے فی درجن ساڑھے تیرہ روپے۔

ملنے کا پتہ

حکیم عبدالمنان الصدیقی پوہدی بیلا دربھنگہ

ایڈیٹر، پرنٹر و پبلیشر حکیم عبدالمنان الصدیقی نے حمیدیہ برقی پریس، بلواگنج لہیریا سرائے دربھنگہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرف العرفان مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا ضلع دربھنگہ سے شائع کیا۔